السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ قرآن کے دو معانی ہوتے ہیں ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔ ظاہری معنی تو ہر صاحب علم سمجھ سکتا ہے لیکن باطنی کو کسی امام وپیشوا کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا اس لیے کسی ''امام'' کی تقلید لازمی ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن حکیم کے معنی کی ظاہری اور باطنی تقسیم کا مطلب اگر یہ ہے کہ ایک معنی وہ ہے جو قرآن کے الفاظ مبارکہ سے لغت کے اعتبار سے سمجھ میں آتی ہے اور دوسری وہ ہے جو اشارۃً یا اقتضاء یا دلالۃً معلوم ہوتی ہے یعنی اس میں استنباط واستخراج کو دخل ہے یا اس میں ان الفاظ کے حقائق شرعیہ (حقائق لغویہ) کا علم ہونا ضروری ہے تو یہ تقسیم درست ہے لیکن ان معانی کو جاننے کے لیے اہل علم کے لیے آخر تقلید کیوں کر ضروری ہے؟ اہل دنیا کی یہ ذہنیت بن چکی ہے کہ لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار نہیں، استنباط واستخراج کے لیے اصول وقواعد مستنبط کیے گئے ہیں اصول روایت واصول درایت وضع ہوچکے ہیں ایک صاحب علم کے لیے ان قواعد واصول کو مدنظر رکھ کر مسائل ومعانی کے استخراج میں کوئی بھی مشکل درپش نہیں آسکتی، دیکھیں فقہ کی کتب میں کتنے ہی مسائل کے اجزاء مرقوم ہیں اور مسائل کی تفریع درتفریع موجود ہے اور تمام مقلدین ان پر آمنا وصدقنا کہہ کر بیٹھے ہیں اور ان کی قوت استنباط واستخراج کے قائل ہیں۔

مثلاً صاحب ہدایہ وغیرہ۔ اب خدارا انصاف کے ساتھ بتلایئے کہ کیا یہ بھی مقلد ہیں۔

اپنے آپ کو کہتے تو مقلد ہیں مگر اس قسم کی تفرح اور تخریج کا مقلد سے کیا تعلق؟ مقلد کو تو علم ہی نہیں بلکہ اس کا تو فرض ہے کہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمة اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے باقی اس پر اشارہ یا اقتضاء وغیرہا طریق سے تفرح یا استخراج قطعاً اس کے دائرہ عمل سے خارج ہے۔ اس طرح حقائق شرعیہ کا اور کتاب وسنت کا پورے انہاک کے ساتھ تتبع اور کتب حدیث کا دل کی چاہت کے ساتھ مطالعہ ہوسکتا ہے اس کے لیے کسی امام یا پیشوا کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں ہے باقی اگر تقسیم کا مطلب یہ ہے کہ الفاظ قرآنیہ کا کوئی ایسا مطلب ومعنی ہے جو قواعد وغیرہ کے ماتحت بالکل نہیں، یعنی اس کے حصول کے لیے کسب کی ضرورت نہیں تو ایسا مطلب ومعنی بالفاظ دیگر الہام ہوئے اور الہام وہی معتبر ہے جو شریعت کے موافق ہو باقی وہ الہام جو کتاب وسنت کے معارض ہے وہ قطعاً قابل اعتبار نہیں، اس کے علاوہ ایسا الہام کوئی ان ائمہ کے ساتھ مخصوص نہیں جن کو عوام کالانعام نے زبردستی اور جبر آپنا قائد ورہبر بنا رکھا ہے اور ان کی غیر مشروط اطاعت اپنے اوپر لازم قرار دے دی ہے۔ مطلب کہ اگر ایسی کوئی وہبی یا الہامی معنی ومطلب کسی خدا پرست انسان نے پش بھی کیا ہے تو اسے بھی ظاہری شریعت پر پش کیا جائے گا پھر اس کے موافق ہونے کی صورت میں وہ معنی ومطلب اس آیت یا حدیث کے اسرار میں سے کوئی سر ہی ہے جو کہ محض ایک اللہ کی طرف سے مزید انعام واکرام ہے وہ بات کوئی واجبات شرعیہ یا ایسی باتوں میں سے نہیں جن کا علم حاصل کرنا ہمارے لیے ایمانا ضروری ہے جب ان کا علم ازروئے ایمان ہمارے اوپر لازم نہیں ہے تو پھر اس کے لیے تقلید کی کیا ضرورت؟ اس پر خوب غور وتعمق کے ساتھ توجہ دیں۔

اور اگر اس تقسیم کا مقصد یہ ہے جیسا کہ کچھ ملحد اور زندیق لوگ کہتے ہیں کہ قرآن شریف کی ظاہری اور باطنی معنی ومطلب ہے یعنی جو حکم کسی آیت سے ظاہر طور پر معلوم ہو رہا ہو تو دوسری معنی ومطلب اس کے بالکل برعکس ہے جو کچھ چیدہ چیدہ بزرگوں اور ائمہ عظام کو معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً قرآنی حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ:

(وَ لسَّارِقُ وَ لسَّارِقَةُ فَ قْطَعُوٓا۟ أَيْدِيَهُمَا (المائدة: ٣٨

''چور مرد اور عورت کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔''

اب کوئی بے دین اور ملحد قسم کا آدمی یہ دعوی کرے کہ اس کا ظاہری مطلب تو یہی ہے لیکن اس کا باطنی مطلب دوسرا ہے، پھر وہ کوئی ایسا مطلب بیان کرے جو اس حکم ربانی کی صورت کو مسخ کردے تو کیا وہ طلب قابل اعتبار ہوگا؟ کیا کوئی صاحب عقل ودانش ہوش وحواس کے صحیح سالم ہونے کی صورت میں ایسے اقدام پر جرات کرسکتا ہے؟ ہاں اگر اس معانی ومطالب کے لیے تقلید ضروری ہے تو یہ تقلید آپ ہی کو مبارک ہو اور پھر ایسی معانی ومطالب اسرار ورموز بیان کرنے والے جو ائمہ ہوتے ہیں وہ ائمۃ الہدی نہیں بلکہ قرآن کی اس آیت کے بمصداق:

(وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى لنَّارِ (القصص ٤١

''وہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہی کے عمیق گڑھے میں پھینکنے والے ہوں گے۔''

!بہر حال اللہ تبارک وتعالی ایسی تقلید اور ایسے مقلدین (بکسر اللام) اور مقلدین (بفتح اللام) سے ہر مسلمان کو محفوظ ومامون رکھے۔ اللھم آمین

بالفرض: ۔۔۔۔۔۔ اگر باطنی سے مراد استنباطی معنی اور استخراجی مسائل اور حکم واسرار ہیں تو ان تک پہنچنے کے لیے علماء حقہ نے اصول وضوابط کردیئے ہیں جن کو عمل میں لاکر کتاب وسنت سے استنباط واستخراج کی لیاقت پیدا کی

جا سکتی ہے لہذا ان کے لیے تقلید کو ضروری سمجھنا نادانی ہے۔ باقی اگر اس سے مراد ملحدین والا مطلب ہے تو اس کا حکم آپ خود معلوم کر سکتے ہیں۔ اس لیے اس سے تقلید شخصی کے لیے دلیل نہیں پیش کی جا سکتی۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 60

محدث فتویٰ